محمد رضی الاسلام ندوی*

اسپرم بینک
تصور، مسائل اور اسلامی نقطۂ نظر

(۲: آخری قسط)

موجودہ جدید دور میں طب وسائنس کی وجہ سے جدید مسائل کا آئے روز سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ مثلاً ٹیسٹ ٹیوب بے بی، کلوننگ، جنیاتی بینک وانجینئرنگ ونقشہ، مصنوعی بار آوری، طبی استبرائے رحم، مِلک بینک، ری پروڈکٹیو کلوننگ اور جدید نظام تولید مثلاً کرائے پر رحم وغیرہ جیسے مباحث کے بعد انسانی و حیوانی منویہ (اسپرم بینک) کے مسائل بھی بحث وتحقیق کیلئے زیر غور ہے۔ یہ مضمون اسی سلسلہ میں دعوت غور وفکر دے رہا ہے۔ ''الحق'' کے صفحات مزید بحث ونظر کے لئے حاضر ہیں...... (مدیر)

اسپرم بینک۔ مغربی کلچر کی دین

بانجھ پن اور تولیدی صلاحیت سے محرومی یوں تو صحت عامہ کے ایسے مسائل ہیں جو پوری دنیا میں عام ہیں، لیکن خاص طور سے انھوں نے مغربی مما لک میں خطرناک صورت اختیار کر لی ہے۔ اس کا بنیادی سبب وہ کلچر اور طرزِ معاشرت ہے جو مغرب کی پہچان بن گیا ہے۔ وہاں عورتوں کو بے محابا آزادی حاصل ہے۔ اباحیت عروج پر ہے۔ جنسی تسکین کے لیے کوئی بھی ذریعہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔ صنفِ مخالف سے جنسی تعلق اگر زور زبردستی قائم کیا جائے تب تو وہ جرم اور قابلِ تعزیر ہے، لیکن اگر اس میں دونوں فریقوں کی مرضی شامل ہو تو اس پر کوئی روک ٹوک اور قید نہیں۔ حتّٰی کہ خلافِ وضعِ فطرت جنسی اعمال کو بھی قانونی جواز عطا کر دیا گیا ہے۔ کسی چیز کا ضرورت سے زیادہ اور غلط طریقے سے استعمال موجبِ فساد ہوتا ہے۔ یہی معاملہ مغرب میں جنس (Sex) کے سلسلے میں ہوا ہے۔ جنسی آوارگی، اباحیت اور انارکی کا نتیجہ وہاں مردوں میں تولیدی صلاحیت سے محرومی اور عورتوں میں بانجھ

---

* معاون مدیر، سہ ماہی ''تحقیقات اسلامی''، علی گڑھ، ہندوستان

پن کی صورت میں ظاہر ہوا۔ پھر ان مسائل کا جو حل تلاش کیا گیا اس میں انسانی قدروں کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا۔ اس انحراف کے نتیجے میں انسانی معاشرہ جن سماجی اور نفسیاتی پیچیدگیوں کا شکار ہوتا ہے، ان سے مکمل صرفِ نظر کر لیا گیا۔ خلاصہ یہ کہ مصنوعی تلقیح اور اسپرم بینک کے تصورات خالص مغربی کلچر کی پیداوار ہیں۔ یہ جدید سائنسی طریقے بہ ظاہر بعض مسائل کو حل کرنے کے لیے ایجاد کیے گئے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ انھوں نے بہت سے نئے مسائل پیدا کر دیے ہیں، جن کا کوئی حل نظر نہیں آتا۔

نظامِ خاندان پر کاری ضرب

اسپرم بینک کے رواج نے خاندان کے استحکام کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ نسلِ انسانی کے تسلسل کے لیے فطرت نے زوجین کو ایک دوسرے کا محتاج اور ضرورت مند بنایا تھا۔ شوہر کا یہ احساس کہ بیوی کی کوکھ میں اس کا بچہ پل رہا ہے، اسے بیوی کی مسلسل خبر گیری اور نگہ داشت رکھنے، اس کی تمام ضرورتیں پوری کرنے اور اس کی سرپرستی کرنے پر مجبور کرتا تھا۔ اور بیوی کا یہ احساس کہ قدرت کا یہ انمول تحفہ اسے شوہر کے ذریعہ ملا ہے، اس کے دل میں شوہر کی قدر و منزلت اور محبت پیدا کرتا تھا۔ اسپرم بینک کے ذریعے اجنبی مرد کے نطفے سے مصنوعی بارآوری کے عمل نے دونوں کو ان احساسات سے عاری کر دیا ہے اور ان کا باہم جذباتی تعلق ختم ہو کر رہ گیا ہے۔ دونوں بسا اوقات مالی اور مادی منفعتوں کے حصول کے لیے ایک ساتھ رہتے ہیں، ورنہ ان کے درمیان محبت و مودت اور انسیت کا تعلق نہیں رہتا۔

مغرب میں ہم جنسیت (Homosexuality) کے فروغ اور آزادیٔ نسواں کے نتیجے میں صورت حال میں مزید بگاڑ آ گیا ہے۔ عورت کے عورت کی جانب جنسی میلان کو فطری قرار دے کر ان کے درمیان باہم شادی کو قانونی جواز فراہم کر دیا گیا ہے۔ ایسی عورتوں کی بھی خاصی تعداد ہو گئی ہے جو روایتی نکاح کو مردوں کی بالادستی قرار دے کر اس سے انکاری ہیں۔ چنانچہ وہ تنہا ہی زندگی گزارنے کو ترجیح دیتی ہیں۔ پھر ان کی ممتا جاگتی ہے تو وہ اسپرم بینکوں سے رجوع کر کے اور وہاں سے اپنی پسند کے اسپرم حاصل کر کے مصنوعی تلقیح کروا لیتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مغربی ملکوں میں خاندانی نظام چرمرا کر رہ گیا ہے۔

نسب کی پامالی

نظامِ خاندان کے تحت اور شوہر کے نطفے سے تولید کی صورت میں افرادِ خاندان کے درمیان گہرا اور قریبی تعلق قائم ہوتا ہے۔ رشتوں کی پاس داری کی جاتی ہے۔ ان کے درمیان محبت و مودت استوار ہوتی ہے۔ وہ ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھتے اور ان کی ادائیگی کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی بنا پر انسانوں میں اپنے نسب کی حفاظت کی فطری خواہش پائی جاتی ہے۔ باپ اپنے بیٹوں کو عزیز رکھتا ہے اور بیٹے یہ جاننا چاہتے ہیں کہ ان کا باپ کون ہے؟ اسپرم بینک کے رواج نے تصورِ نسب کو قصۂ پارینہ بنادیا ہے۔ یہ بینک اسپرم کے عطیہ دہندگان کے ذاتی اوصاف و خصوصیات کا تو ریکارڈ رکھتے ہیں، لیکن ان کی شناخت کو عموماً ظاہر نہیں کرتے۔ اگرچہ بعض ملکوں میں ایسے قوانین بنائے گئے ہیں کہ عطیہ دہندگان کے مکمل احوال و کوائف اور شخصی معلومات کا بھی ڈاٹا تیار کیا جائے، اس لیے کہ پیدا ہونے والے بچے کا یہ بنیادی حق سمجھا جاتا ہے کہ اگر بالغ ہونے کے بعد وہ یہ جاننا چاہے کہ اس کا باپ کون ہے؟ تو اسے صحیح معلومات حاصل ہوسکیں۔ لیکن نہ عطیہ دہندگان اپنے نجی کوائف کو ریکارڈ کروانا چاہتے ہیں، نہ اسپرم کا عطیہ حاصل کرنے والی عورتوں کو اس سے کوئی دل چسپی ہوتی ہے۔ اسی بنا پر اسپرم بینکوں میں محفوظ ذخیرہ کا غالب حصہ اسپرم کے مجہول نمونوں پر مشتمل ہوتا ہے۔

انسانی تجارت کا پیش خیمہ

زمانۂ قدیم میں انسانی تجارت عام تھی۔ انسانوں کو خریدا اور بیچا جاتا تھا۔ ان کی منڈیاں قائم تھیں اور بازار لگتے تھے، جہاں ان کی بولیاں لگائی جاتی تھیں۔ خواہش مند آتے اور اپنی پسند کے غلام اور لونڈیاں چھانٹ کر لے جاتے تھے۔ ان سے خود کام لیتے اور اپنے اعزاء و اقارب کو تحفے میں دیتے تھے۔ پھر زمانہ بدلا، بیداری آئی، انسانی عظمت و رفعت کا احساس جاگا تو انسانوں کی خرید و فروخت کو قابلِ نفرت سمجھا جانے لگا، اس سلسلہ میں نئے قوانین وضع کیے گئے اور بالآخر پوری دنیا میں اس پر پابندی عائد کردی گئی۔

اسپرم بینک نے آج نئے انداز سے انسانی تجارت کا دروازہ کھول دیا ہے۔ انسانی تخلیق میں کام آنے اور واسطے بننے والی ہر چیز آج خریدی اور بیچی جاسکتی ہے۔ اسی طرح اسے کرایے پر فراہم اور حاصل کیا جاسکتا ہے، چاہے وہ عورت کا بیضہ ہو یا مرد کا اسپرم، یا ان دونوں کی تلقیح اور اس کے بعد جنین کی پرورش کے لئے عورت کا رحم۔ مزید برآں یہ سہولت بھی حاصل ہے کہ خواہش مند جس کوالٹی کا اسپرم

چاہیں، انھیں مل سکتا ہے۔ کسی لمبے شخص کا، گورے کا، اعلیٰ تعلیم یافتہ کا، بزنس مین کا، سائنس داں کا، حتی کہ نوبل انعام یافتہ کا۔ جن خصوصیات کے حامل شخص کا بھی اسپرم مطلوب ہو، تجارتی منڈی میں وہ دست یاب ہے۔ اس کی مقررہ قیمت ادا کرکے اسے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اب تک یہ چیزیں الگ الگ فراہم ہیں۔ بچے چاہنے والوں کے پاس جس چیز کی کمی ہوتی ہے وہ اسے خرید کر حسبِ ضرورت بچے پیدا کروا لیتے ہیں۔ لیکن وہ دن دور نہیں جب ان چیزوں کی تجارت کرنے والے خود بچے پیدا کرواکے بین الاقوامی مارکیٹ میں انھیں فروخت کے لیے پیش کرنے لگیں گے۔

اسلام کا نقطۂ نظر

اسلام نے انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کے متعلق رہ نمائی کی ہے۔ مرد اور عورت کے درمیان کیسے تعلقات ہوں؟ ان کی جنسی خواہشات کی تکمیل کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ خاندانی زندگی کیسے گزاری جائے؟ ان تمام امور سے متعلق اصولی باتیں اس نے کھول کھول کر بیان کر دی ہیں۔ ان کی روشنی میں مصنوعی تلقیح اور اسپرم بینک کے بارے میں اسلام کا موقف بخوبی سمجھا جا سکتا ہے۔

کسی اجنبی مرد کے نطفے سے بارآوری زنا کے مترادف ہے

اسلام نے نسل انسانی کے تسلسل کا واحد جائز ذریعہ نکاح کو قرار دیا ہے۔ اس کے نزدیک صرف نکاح کے بعد ہی مرد اور عورت کے درمیان جنسی تعلق کو قانونی حیثیت حاصل ہوسکتی ہے۔ ماورائے نکاح جنسی تعلق کو وہ زنا قرار دیتا ہے اور اسے انتہائی گھناؤنا عمل قرار دیتے ہوئے اس سے بچنے کی تاکید کرتا ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَآءَ سَبِيْلًا (الاسراء:۳۲)	زنا کے قریب نہ پھٹکو۔ وہ بہت برا فعل ہے اور بڑا ہی برا راستہ۔

اور اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

ما من ذنب بعد الشرك أعظم عند الله من نطفة وضعها رجل في رحم لايحلّ له۔ [4]	بارگاہ الٰہی میں شرک کے بعد اس سے بڑا اور کوئی گناہ نہیں کہ آدمی اپنا نطفہ کسی ایسے رحم میں ڈالے جو اس کے لیے حلال نہ ہو۔

امام فخر الدین رازیؒ نے تفصیل سے بیان کیا ہے کہ زنا میں بہت سے سماجی، تمدنی اور اخلاقی مفاسد پائے جاتے ہیں، جن کی وجہ سے اسلام میں اسے حرام قرار دیا گیا ہے۔ [5]

اسلامی تعلیمات کی رو سے جس طرح نکاح کے بغیر مرد اور عورت کا جنسی تعلق حرام ہے، اسی طرح شوہر کے علاوہ کسی دوسرے مرد کے نطفے سے عورت کے بیضے کی مصنوعی تلقیح بھی حرام ہے۔ اس بنا پر اسلام ضروری قرار دیتا ہے کہ جن افراد کے نطفے اور بیضے سے جنین کی تخلیق ہو لازماً وہ رشتۂ ازدواج میں بندھے ہوئے ہوں۔ اس کے نزدیک نہ شوہر کے نطفے سے کسی اجنبی عورت کے بیضے کی بارآوری جائز ہے اور نہ بیوی کے بیضے کو کسی اجنبی مرد کے نطفے سے بارآور کیا جاسکتا ہے۔

شیخ محمود شلتوت، سابق شیخ الجامع الازہر مصر نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے:

أمّا اذا كان التلقيح بماء رجل أجنبى عن المرأة لا ير بط بينهما عقد زواج،فانه يكون فى نظر الشريعة الاسلامية ذات التنظيم الانسانى الكريم جريمة منكرة واثماً عظيماً يلتقى مع الزنافى إطار واحد،جوهرهما واحد و نتيجتهما واحدة ۶

اگر تلقیح اجنبی مرد کے نطفے سے ہو اور عورت اور مرد رشتۂ ازدواج سے منسلک نہ ہوں تو اسلامی شریعت، جس نے انسانی تعلقات کے لیے پاکیزہ ضابطے بنائے ہیں، اس کی نظر میں سنگین جرم اور عظیم گناہ ہے۔ یہ زنا ہی کی ایک شکل ہے۔ دونوں کا جوہر ایک ہے اور دونوں کا نتیجہ بھی ایک ہے۔

عمدہ نطفے کا انتخاب۔ جاہلی طریقہ

اسپرم بینک خواہش مندوں کو یہ سہولت بھی فراہم کرتے ہیں کہ وہ اپنی پسند کے عمدہ اسپرم کا انتخاب کرسکیں۔ اس ذوق کی تسکین کے لیے نوبل انعام یافتگان کا اسپرم بینک قائم کیا گیا تھا۔ یہ سراسر جاہلی طریقہ ہے، جسے اسلام نے حرام قرار دیا ہے۔ حضرت عروہ بن زبیرؒ روایت کرتے ہیں کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ نے ان سے بیان کیا کہ عہدِ جاہلیت میں نکاح (مرد و عورت کے درمیان جنسی تعلق) کے چار طریقے رائج تھے۔ ان میں سے ایک طریقہ یہ تھا:

كان الرجل يقول لامرأته اذا طهرت من طمثها ارسلى الى فلان فاستبضعى منه،ويعتزلها زوجها ولايمسّها أبداً حتّى يتبيّن حملها من ذلك الرجل الذى تستبضع منه،فاذا تبيّن حملها أصابها زوجها اذا احبّ ،وانما يفعل ذلك رغبة فى نجابة الولد،فكان هذا النكاح نكاح الاستبضاع ۷

عورت جب حیض سے پاک ہوتی تو اس کا شوہر اس سے کہتا تھا: تم فلاں شخص کے پاس جاؤ اور اس سے جنسی تعلق قائم کرو۔ اس کے بعد وہ اپنی بیوی سے الگ تھلگ رہتا اور اسے اس وقت تک ہاتھ نہ لگاتا تھا، جب تک اس مرد سے تعلق کے نتیجہ میں اس کا حمل ظاہر نہ ہوجاتا۔ حمل ظاہر ہو جانے کے بعد وہ حسبِ خواہش اس سے جماع کرتا تھا۔ ایسا اچھی نسل سے اولاد حاصل کرنے کے لیے کیا جاتا تھا۔ اسے 'نکاح الاستبضاع' کہا جاتا تھا۔

یہ ایک فرسودہ، بے بنیاد اور گمراہ کن تصور ہے کہ اچھی نسل، اعلیٰ تعلیم یا دیگر عمدہ خصوصیات کے حامل مرد کے اسپرم سے اگر تلقیح کروائی جائے تو انہی خصوصیات کا حامل بچہ پیدا ہوگا۔ بچے میں موروثی خصوصیات باپ اور ماں دونوں کی طرف سے منتقل ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ اس کی شخصیت کی تعمیر و تشکیل میں دیگر عوامل بھی کارفرما ہوتے ہیں۔ Isodora Duncan نامی خاتون نے ایک مرتبہ نوبل انعام یافتہ مشہور انگریز ادیب اور دانش ور جارج برنارڈ شا (م ۱۹۵۰ء) کو لکھا: ''آپ کے پاس دنیا کا سب سے اعلیٰ دماغ ہے اور میرے پاس خوب صورت ترین جسم۔ ہم دونوں مل کر ایک اعلیٰ خصوصیات کا حامل بچہ پیدا کر سکتے ہیں۔'' برنارڈ شا نے اس کا یہ جواب دیا: ''عزیزِ من! اگر بچے میں میرے جسم اور تمہارے دماغ کی وراثتی خصوصیات منتقل ہو گئیں تو کیا ہوگا؟!''

شوہر کے انتقال کے بعد اس کے محفوظ نطفے سے بارآوری جائز نہیں

پیچھے گزر چکا ہے کہ اگر کسی مرض یا عذر کی وجہ سے زوجین کے درمیان طبعی طور پر جنسی تعلق قائم نہ ہو سکے تو شوہر کے نطفے سے مصنوعی تلقیح کے ذریعے بیوی کو بارآور کیا جا سکتا ہے۔ اس ضمن میں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنا نطفہ اسپرم بینک میں جمع کرایا ہو تو کیا اس کی وفات کے بعد بیوی اسے حاصل کر کے اور اس کے ذریعہ بارآور ہو کر بچہ پیدا کر سکتی ہے؟ اسلامی شریعت کی رو سے اس کا جواب نفی میں ہے۔ اس لیے کہ شوہر کی وفات کے بعد بیوی کا اس سے ازدواجی رشتہ منقطع ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے وہ عدت گزارنے کے بعد کسی دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے۔

بین الاقوامی اسلامی فقہی اکیڈمیوں میں اس موضوع پر غور و خوض کیا گیا ہے اور تمام فقہاء نے بالاتفاق شوہر کی وفات کے بعد اس کے نطفے سے عورت کی تلقیح کو حرام قرار دیا ہے۔ مجمع البحوث العلمية نے اپنے اجلاس منعقدہ عمان ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء میں فیصلہ کیا کہ:

''شوہر کے انتقال کے بعد اس کے نطفے سے بیوی کو بارآور کرنا شرعی طور پر حرام

ہے، اس لیے کہ اب وہ اس کی بیوی نہیں رہی۔ یہ فعل شرعاً حرام ہے، اس لیے کہ یہ ایک مرد کے حیواناتِ منویہ کو ایسی عورت کے رحم میں ڈالنے کے مثل ہے جو اس کے لیے اجنبی ہے، کیوں کہ موت نے ان کے درمیان رشتۂ ازدواج کو ختم کردیا ہے۔'' 8

ڈاکٹر ابوالفضل محسن ابراہیم نے اس موضوع پر اسلامی شریعت کی ترجمانی ان الفاظ میں کی ہے:

''اسلامی قانون کی رو سے یہ بھی ناجائز ہوگا کہ ایک شوہر اپنا نطفہ مادۂ تولید بینک میں اس خیال سے جمع کرائے کہ اس کی موت کے بعد اسے اس کی بیوی کو حاملہ کرنے کے لیے استعمال کیا جاسکے۔ کیوں کہ موت اس معنیٰ میں رشتۂ ازدواج کو کالعدم کردیتی ہے کہ عورت عدّت پوری کرنے کے بعد کسی دوسرے سے نکاح کرسکتی ہے۔ لہٰذا شوہر کی موت کے بعد اس کے محفوظ نطفہ سے اس کی بیوی کو حاملہ کرنا بھی ایک ناجائز فعل ہوگا۔'' 9

شوہر کی زندگی میں اس کے محفوظ نطفے سے بارآوری کا حکم

اگر کسی شخص نے اپنا نطفہ اسپرم بینک میں جمع کرادیا ہو، اس کے بعد کسی حادثہ کی وجہ سے وہ جماع پر قادر نہ ہوسکے، یا کسی نوعیت کے علاج کے نتیجے میں اس کی قوتِ مردمی ختم ہوگئی ہو، تو کیا بعد میں اس کی زندگی میں اس کے نطفے سے اس کی بیوی مصنوعی تلقیح کرواسکتی ہے؟ اس سوال کا جواب فقہاء کی تحریروں یا فقہی اکیڈمیوں کے فیصلوں میں صراحت سے تو نہیں ملتا، لیکن ان کے دیگر فیصلوں کی روشنی میں اس کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ رابطہ عالم اسلامی کے تحت قائم المجمع الفقہی الاسلامی مکہ مکرمہ نے اپنے ساتویں سمینار منعقدہ ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء اور آٹھویں سمینار منعقدہ ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء میں اور تنظیم اسلامی کانفرنس کی زیرنگرانی قائم بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ نے اپنے تیسرے اجلاس منعقدہ عمّان (اردن) ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۶ء میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ ''شوہر کے نطفے سے بیوی کی مصنوعی تلقیح، خواہ بہ راہ راست کی جائے یا بیرونی طور پر پہلے ان کے نطفے اور بیضے کو ٹیسٹ ٹیوب میں بارآور کرلیا جائے، پھر اس بارآور بیضہ کو عورت کے رحم میں منتقل کیا جائے، دونوں صورتیں جائز ہیں۔'' 10

اور یہ معلوم ہے کہ مصنوعی تلقیح تازہ اسپرم کے ذریعے بھی ممکن ہے اور اسپرم بینک میں محفوظ منجمد اسپرم کے ذریعے بھی۔ اس بنا پر جس طرح شوہر کے تازہ اسپرم سے بیوی کی مصنوعی تلقیح جائز ہے، اسی طرح اسپرم بینک میں محفوظ اس کے نطفے سے بھی کی جاسکتی ہے۔

اسپرم بینک کا قیام اور اسپرم کی خرید فروخت

گزشتہ تفصیل سے واضح ہوا کہ اسپرم بینک سے استفادہ کی بیش تر صورتیں اسلامی شریعت کی رو سے حرام ہیں۔ اگرچہ مغربی ممالک میں اسے بہت زیادہ رواج مل گیا ہے اور مغربی کلچر کے زیر اثر دنیا کے بیش تر ممالک میں اسپرم بینک قائم ہو گئے ہیں، لیکن اس کے متنوع مفاسد کو دیکھتے ہوئے مسلمانوں کے لیے نہ اسپرم بینک کا قیام جائز ہے نہ وہاں سے اسپرم کی خرید و فروخت کی اجازت ہے۔ ڈاکٹر عبد اللہ بن محمد الطیار، استاذ الدراسات العلیا، کلیۃ الشریعۃ و الدراسات العلیا، جامعۃ القصیم، سعودی عرب نے اپنے ایک مقالے میں اس موضوع سے بحث کرتے ہوئے لکھا ہے:

"بانجھ پن پوری دنیا اور خاص کر مغربی دنیا کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ اس لیے اس کے علاج کا جو طریقہ بھی ہو، اسے طبی حلقوں اور عوام میں قبولِ عام حاصل ہوتا ہے۔ اولاد کے حصول کے لیے بہت سے طریقے رائج ہو گئے ہیں، لیکن وہ شرعی طور پر جائز نہیں ہیں۔ ان میں سے ایک ناجائز طریقہ مرد کے نطفے کی خرید و فروخت اور مصنوعی تلقیح میں اس کا استعمال ہے۔ مغرب میں اس کے لیے مخصوص بینک قائم ہو گئے ہیں، جہاں نطفے جمع کیے جاتے ہیں اور لوگ اپنی پسند کے نطفے وہاں سے خریدتے ہیں۔ یہ چیز اسلام میں مطلق حرام ہے۔ اس میں بہت سے مفاسد پائے جاتے ہیں۔ اس طریقے سے ایسے بچے پیدا ہوں گے جن کا صحیح نسب غیر معروف ہوگا۔ مصنوعی تلقیح کا جواز صرف بانجھ پن اور عدمِ تولید کی چند مخصوص حالتوں میں ہی ہو سکتا ہے، جب کہ اس میں مادّی، معاشرتی، اخلاقی اور قانونی اعتبار سے بہت سے مفاسد ہیں۔ مصنوعی تلقیح کے یہ جدید طریقے صحیح شرعی نکاح کو کالعدم کرنے کا باعث بن رہے ہیں۔ ان سے فطرت کی خلاف ورزی ہو رہی ہے، اخلاقی اور اجتماعی مسائل پیدا ہو رہے ہیں اور دنیا میں ایسی نسل ظاہر ہو رہی ہے جس کا نسب معلوم نہیں اور ایسے خاندان وجود میں آ رہے ہین جن کے درمیان رشتۂ ازدواج نہیں ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ نطفہ کی خرید و فروخت حرام ہے اور مسلمانوں کے لیے اسپرم بینک قائم کرنا جائز نہیں۔ یہ عمل شرعاً حرام ہے، اس لیے کہ اس میں بہت سے غیر شرعی کام لازم آتے ہیں، جن سے فطرتِ سلیمہ ابا کرتی ہے۔" [۱۱]

اسپرم بینک خدائی ہدایات اور الٰہی شریعت سے بے پروا مغربی تہذیب کا شاخسانہ ہے۔ اس سے

اجتناب کے ساتھ اس کے اخلاقی، سماجی اور روحانی مفاسد کو بھی نمایاں کرنے کی ضرورت ہے۔

حواشی و مراجع

۱ تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: محمد رضی الاسلام ندوی، تخلیق انسانی کے مراحل اور قرآن کا سائنسی اعجاز، اسلامک بک فاونڈیشن، نئی دہلی، ۱۹۹۴ء، ص ۲۴۔۲۵

۲ ملاحظہ کیجیے: محمد رضی الاسلام ندوی، مقالات طب، خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ، ۲۰۰۶ء جلد اول، ص ۷۔۸، مقالہ: مصنوعی طریق ہائے تولید اور اسلام

۳ حوالہ سابق، مزید ملاحظہ کیجیے: منور احمد انیس، مقالہ: تولیدی حیاتیات، اردو ترجمہ: اسرار احمد خاں، سہ اشاعتی مجلّہ آیات علی گڑھ، جلد ا، شمارہ ا، جنوری۔ مارچ ۱۹۹۰ء، ابو الفضل محسن ابراہیم، جدید حیاتیاتی مسائل اور اسلام، اردو ترجمہ: اسرار احمد خاں، مرکز الدراسات الاسلامیۃ علی گڑھ، ۱۹۹۵ء

۴ ابن ابی الدنیا، کتاب الورع، حدیث نمبر ۱۳۷۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، تفسیر الاسراء: ۳۲۔ یہ حدیث سند کے لحاظ سے ضعیف ہے، لیکن اس کا مضمون قرآنی آیات اور دیگر احادیث سے ثابت ہے۔

۵ فخر الدین رازی، مفاتیح الغیب المعروف بالتفسیر الکبیر، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، تفسیر آیت الاسراء: ۳۲

۶ الشیخ محمود شلتوت، الفتاوی، دار الشروق القاہرۃ، ۲۰۰۴ء، ص ۲۸۱

۷ صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب من قال لا نکاح الا بولی: ۵۱۲۷

۸ ملاحظہ کیجیے: شادیۃ الصادق الحسن، حکم الاسلام فی التلقیح الصناعی، مجلۃ العلوم و البحوث الاسلامیۃ، السودان، العدد ۲، فبرائر ۲۰۱۱، ص ۹ بہ حوالہ احمد محمد لطفی، التلقیح الصناعی بین اقوال الاطباء و آراء الفقہاء، طبع ۲۰۰۶ء، ص ۱۰۴۔ محمد احمد طہ، الانجاب بین التحریم والمشروعیۃ، توزیع: منشأۃ المعارف بالاسکندریۃ، ۲۰۰۳ء، ص ۱۲۰

۹ جدید حیاتیاتی مسائل اور اسلام، ص ۹۳

۱۰ ملاحظہ کیجیے: رابطہ عالم اسلامی کے تحت قائم المجمع الفقہی الاسلامی مکہ مکرمہ کے فقہی فیصلے، ایفا پبلی کیشنز، نئی دہلی، ۲۰۱۲، ص ۱۹۴، ۲۰۵۔۲۰۶، جدید فقہی مسائل اور ان کا مجوزہ حل (بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ کے فقہی اجلاسوں کی قراردادیں اور سفارشات)، ماڈرن اسلامک فقہ اکیڈمی کراچی، ۲۰۰۶ء، ص ۵۱

۱۱ د۔ عبد اللہ بن محمد الطیار، الضوابط الشرعیۃ فی المعاوضۃ علی الحقوق والالتزامات، www.m-islam.net، بحث: بیع المنی